OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾International Journal of Islamic Thought﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 1, Jan -June 2025 PP: 27-37

قرآن وحدیث کی روشنی میں امتحان کے بعد ملنے والے دنیوی واُخروی انعامات کا شرعی جائزہ

A Shari'ah-Based Analysis of Worldly and Hereafter Rewards after Trials in the Light of the Qur'an and Hadith

Published: 25-06-2025
Accepted: 15-06-2025
Received: 20-05-2025

Fazal Rabi
M.Phil in Islamic Studies, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: frabi3966@gmail.com

Dr. Muhammad Noman (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Islamic and Arabic Studies, University of Swat
Email: numanm964@gmail.com

Aiman bibi
BS in Islamic Studies, Department of Islamic Studies, Govt. Girls Postgraduate College, Saidu Sharif Swat
Email: aimanbibi291@gmail.com

Abstract

This article underscores that examination (Imtihan) is a fundamental and continuous aspect of human existence, extending far beyond academic settings to permeate every facet of life. Its core purpose is to assess understanding, abilities, and moral fortitude, serving as a means to purify and distinguish essence from impurity, whether in the purity of hearts or the sincerity of faith. The text highlights the diverse objectives of examinations, from evaluating academic progress and selecting for employment to measuring teaching effectiveness. Drawing examples from Islamic tradition, including the Prophet Muhammad's (PBUH) interactions with his companions and the divine test between angels and Adam (AS), it demonstrates the historical and theological roots of this concept. Crucially, the article emphasizes that rewarding success in examinations is commendable and Islamically sanctioned. This is supported by significant events such as Prophet Ibrahim's (AS) successful trials and the companions' rewards at Hudaibiyah, illustrating that patience, steadfastness, and obedience lead to both worldly and otherworldly blessings. In conclusion, examinations are an indispensable tool for encouraging individuals, refining their abilities, and guiding them towards success in both this life and the Hereafter. This system of reward and punishment is a clear manifestation of Allah's justice and wisdom, ensuring that the righteous are consistently honored.

Keywords: *Quran, Hadith, Examination, Hereafter.*

CC BY

امتحان: ازل سے ابد تک انسانی معیار کا پیمانہ:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نوعِ انسانی کی تخلیق کے آغاز ہی سے امتحان کا سلسلہ شروع فرما دیا تھا۔ فرشتوں اور حضرت آدم علیہ السلام کے مابین منعقد ہونے والا امتحان اس بات کا بین ثبوت ہے کہ امتحان اور انسانی زندگی کا باہمی تعلق انتہائی گہرا اور لازم و ملزوم ہے۔ مقولہ ہے کہ "عند الاختبار يُكرَم الرجل أو يُهان" یعنی "امتحان ہی کے ذریعے انسان کی عزت و ذلت کا تعین ہوتا ہے"، جس کے تحت افراد اور طلبہ کے حقیقی معیار کا ادراک ہوتا ہے۔ بنابریں، انسان کو تعلیمی ہو یا غیر تعلیمی، ہر شعبۂ حیات میں امتحانات کو پیشِ نظر رکھ کر ہی زندگی گزارنی چاہیے۔

امتحان کا ادبی و تشریحی تعارف:

درس و تدریس کے میدان میں، متعلّمین کے علمی فہم و ادراک کا جائزہ لینے اور ان کی صلاحیتوں کو پرکھنے کے لیے جو منہج اور معیار بروئے کار لایا جاتا ہے، اسے اصطلاحاً "امتحان" سے موسوم کیا جاتا ہے۔ امتحان میں بالعموم یہ امور مقصود ہوتے ہیں کہ طالبِ علم کس حد تک حصولِ علم اور تفہیم میں کامیاب ہوا ہے؟ تعلیمی میدان میں اس کی پیش رفت اور ترقی کا معیار کیا ہے؟ جماعت میں طلبہ کی کارکردگی کی سطح اور ان کے مابین مسابقت کی کیفیت کیسی ہے؟ ان تمام مراحل کو معلوم کرنے اور طلبہ کی علمی و ذہنی قابلیت کو جانچنے کا مکمل عمل ہی "امتحان" کہلاتا ہے[1]۔

امتحان کا تعارف قرآن اور حدیث کی روشنی میں:

قرآنِ کریم میں لفظ "امتحان" متعدد مقامات پر استعمال ہوا ہے اور اس کے گہرے معانی ہیں۔ بنیادی طور پر، اس لفظ کا مفہوم جانچنا، پرکھنا، یا کسی چیز کی خالصیت کو ناخالص سے جدا کرنا ہے۔ اس کی مثال سونے کو پگھلا کر اس کی کثافت دور کرنے سے دی جاتی ہے تاکہ اس کا اصل جوہر نکھر کر سامنے آئے۔[2]

تقویٰ کے لیے دلوں کی آزمائش:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ [3]" یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے پرکھ لیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں، "امتحان" کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان نفوس کے قلوب کو آزمایا ہے اور انہیں جانچا ہے تاکہ ان کی پرہیزگاری اور للّٰہیت کی گہرائی معلوم ہو سکے۔ یہ قلبی پاکیزگی اور خداخوفی کے اعلیٰ معیار کی دلیل ہے۔[4]

مہاجر مومن عورتوں کی پرکھ:

ایک دوسرے مقام پر، قرآنِ حکیم نے "امتحان" کے استعمال کو یوں بیان کیا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا جَآءَكُمُ ٱلۡمُؤۡمِنَٰتُ مُهَٰجِرَٰتٖ فَٱمۡتَحِنُوهُنَّ [5]

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس ہجرت کر کے آنے والی ایمان والی عورتیں آئیں تو انہیں جانچ لو۔ اس آیت مبارکہ میں، "امتحان" کا اطلاق اس امر پر ہوتا ہے کہ ایسی خواتین کی نیت اور ایمان کی صداقت کو پرکھا جائے جو ہجرت کر کے مسلمان معاشرے میں شامل ہونے کی خواہاں ہوں۔ یہ دراصل ان کے ایمان کی مضبوطی اور نیت کی سچائی کی تصدیق کا عمل ہے تاکہ کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔[6]

دونوں مثالوں میں، "امتحان" کا لفظ محض سطحی جانچ کے بجائے کسی چیز کے باطنی یا حقیقی جوہر کو آشکار کرنے کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے، خواہ وہ دلوں کی پرہیزگاری ہو یا ایمان کی سچائی۔

امتحان کی ضرورت:

امتحان کو ایک طالب علم کے علم اور کسی مضمون کی سمجھ بوجھ کو جانچنے کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ یہ روزمرہ کی زندگی سے مثالیں پیش کرتا ہے جہاں ہم چیزوں کا ان کی خصوصیات کی بنیاد پر اندازہ لگاتے ہیں، جیسے اونچائی ناپنا یا موسم کا اندازہ لگانا۔ بنیادی خیال یہ ہے کہ امتحانات طالب علم کی تعلیمی پیشرفت کا جائزہ لینے، ہم جماعتوں کے ساتھ ان کی کارکردگی کا موازنہ کرنے، اور ایک گروپ یا کلاس کے اندر ان کی ترقی کا تعین کرنے کے لیے ایک آلے کے طور پر کام کرتے ہیں۔ بالآخر، یہ عبارت زور دیتی ہے کہ امتحانات طالب علم کی تعلیمی صلاحیتوں کا اندازہ لگانے کے لیے ناگزیر ہیں۔[7]

امتحان کے مقاصد:

امتحانات کے سب سے اہم مقصد اس امر میں مضمر ہے کہ ان کے بغیر تعلیمی استعداد کا تخمینہ لگانا ناممکن ہے۔ ہر سال ہزارہا طلبہ کو کالجوں میں داخل کیا جاتا ہے، اور ان کی صلاحیتوں کا جائزہ لیا جاتا ہے، پھر انہیں اعلیٰ تعلیمی مدارج کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔ یہ جملہ عمل امتحانات پر منحصر ہوتا ہے۔

امتحانات طلبہ کو مختلف ملازمتوں اور سرکاری مناصب کے لیے منتخب کرنے کے واسطے بھی ازحد اہم ہیں۔ نجی شعبے میں انتخاب کے لیے بھی امتحانات کو ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔

تعلیمی ڈھانچے میں، امتحانات طالب علم کے ذہن کی فہم و فراست اور مہارت کا اندازہ لگانے، اور ان کی تدریسی و تعلیمی استعداد کا جائزہ لینے کے لیے ضروری ہیں۔

امتحانات میں کامرانی کے لیے، طلبہ میں "امتحانات" کی گہری رغبت اور محبت پیدا کرنا اہم ہے۔ لازمی اور کلیدی معلومات انہیں ان امتحانات کے توسط سے پہنچائی جانی چاہئیں۔

امتحانات قدیم ادوار سے منعقد ہوتے چلے آ رہے ہیں، اور یہ روایت آج بھی قائم ہے۔ پوری تاریخ میں، علماء و فلاسفہ نے اس سلسلے میں عظیم کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ ان کی مساعی نسل در نسل محفوظ کی گئی ہیں، اور ایک جامع امتحانی نظام اپنی موجودہ حالت تک ارتقاء پذیر ہوا ہے۔ اساتذہ بھی امتحانات کی تیاری کے لیے کڑی محنت کرتے ہیں اور اپنی کامیابی کو یقینی بناتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ امتحانات تعلیمی عمل کا ایک بنیادی جزو ہیں، جن پر طلبہ اور اساتذہ دونوں کی طرف سے کامل توجہ کی ضرورت ہے۔[8]

جائزہ کی اقسام:

تشکیلی جائزہ (Summative Evaluation)

یہ امتحان اور جائزہ تدریسی یونٹ کے اختتام پر لیا جاتا ہے۔ ٹیسٹ کے نمبروں کو کسی خاص موضوعی یونٹ کے دوران حاصل کردہ تمام معلومات کا مجموعہ سمجھا جاتا ہے۔

تکوینی جائزہ (Formative Evaluation)

یہ امتحان سیکھنے کے ساتھ مسلسل ہوتا رہتا ہے تاکہ اساتذہ طلباء کی صلاحیتوں کے جائزے کے ساتھ ساتھ تدریسی

طریقوں کی تاثیر کا بھی اندازہ لگا سکیں۔[9]

امتحان کی مختلف اقسام ایک جامع جائزہ:

امتحان، جسے تعلیمی میدان میں طلباء کی علمی استعداد، عملی مہارت اور ذہنی صلاحیتوں کی پرکھ کا آلہ سمجھا جاتا ہے، اپنی نوعیت کے اعتبار سے متعدد صورتیں اختیار کرتا ہے۔ ہر قسم کا امتحان ایک مخصوص ہدف کے حصول کے لیے ترتیب دیا جاتا ہے، جس سے نہ صرف طلباء کی کارکردگی کا محاکمہ ہوتا ہے بلکہ ان کی تعلیمی پیش رفت میں بھی معاونت ملتی ہے۔ ذیل میں امتحانات کی چند اہم اقسام کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے:

1. زبانی امتحان:

یہ وہ صورت ہے جہاں ممتحن براہِ راست طالب علم سے شفوی استفسارات کرتا ہے اور اس کے جوابات کی بنیاد پر اس کی فہم و فراست، لسانی مہارت اور علمی گہرائی کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ کار بالخصوص لسانی مضامین اور ایسے شعبہ جات میں ناگزیر ہے جہاں گفتاری صلاحیتوں کی جانچ کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔[10] اس قسم کے امتحان آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حلقہ درس میں صحابہ کرام سے بھی لیتے تھے جیسا امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: " ان من الشجره شجرة لايسقط ورقها-[11] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ایک درخت کے بارے میں سوال کیا تو سوال زبانی طور پر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال اس لیے کیا تھا کہ صحابہ کرام کے فہم وفراست اور علمی مہارت کا اندازہ ہو جائے۔

2. تحریری امتحان:

اس امتحان میں طالب علم کو تحریری سوالات کا سامنا ہوتا ہے، جن کے جوابات وہ قلم بند کرتا ہے۔ یہ امتحان طلباء کی نظریاتی معلومات، تجزیاتی صلاحیت اور مضامین کی تفہیم کو جانچنے کا موثر ذریعہ ہے۔ اس میں کثیر الانتخابی سوالات، مختصر جوابات اور تفصیلی مقالاتی سوالات شامل ہو سکتے ہیں[12].

3 عملی امتحان:

عملی امتحان سے مراد وہ کام ہے جو طلباء ایسی صورتحال میں کرتے ہیں جو انہیں اپنے کورس کے دیگر حصوں (جیسے لیکچرز اور ٹیوٹوریلز) میں سیکھی گئی معلومات اور مہارتوں کو وسعت دینے یا لاگو کرنے کے قابل بناتا ہے۔ عملی کام لیبارٹری کا کام، فیلڈ ورک، طبّی طریقہ کار یا ڈرائنگ پریکٹس ہو سکتا ہے، جو مضمون کی نوعیت پر منحصر ہے۔ یہ عملی کام کورس کے دوران یا آخر میں امتحان کے ذریعے جانچا جاتا ہے، یہ شامل کام کی قسم کے مطابق مختلف ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حلقہ درس میں بھی صحابہ کرام سے عملی امتحان کا مظاہرہ فرماتے تھے جیسا کہ ایک صحابی کے بارے میں آیا کہ وہ نماز پڑھنے کے لیے آیا اور اس نے نماز پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا:

عن ابي هريرة رضي الله عنه، ان رجلا دخل المسجد، ورسول الله صلى الله عليه وسلم جالس في ناحية المسجد فصلى، ثم جاء فسلم عليه، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم:" وعليك السلام، ارجع فصل فإنك لم تصل"، فرجع فصلى، ثم جاء فسلم، فقال:" وعليك السلام، فارجع فصل، فإنك لم تصل[13]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کنارے

بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے نماز پڑھی اور پھر حاضر ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعلیک السلام۔ واپس جا اور دوبارہ نماز پڑھ، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گئے اور نماز پڑھی۔ پھر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کے پاس آئے اور سلام کیا آپ نے فرمایا وعلیک السلام۔ واپس جاؤ پھر نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کی نماز کا امتحان عملی طور پر لیا اور دیکھا کہ یہ کس طرح نماز پڑھتا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ اس کی نماز صحیح نہیں ہے تو فرمایا ''ارجع فصل فإنك لم تصل"

عملی کام کا جائزہ لینے کے مقاصد درج ذیل ہیں:

(1) عملی مہارتوں، تکنیکوں اور طریقہ کار کا اندازہ لگانا؛

(2) کورس کے مواد کے بارے میں طالب علم کی سمجھ کا اندازہ لگانے میں مدد کرنا؛

(3) نظریاتی اصولوں کو لاگو کرنے کی طالب علم کی صلاحیت کا اندازہ لگانے میں مدد کرنا۔

4. تشخیصی امتحان:

اس کا بنیادی مقصد کسی طالب علم کی تعلیمی کمزوریوں اور سبقتوں کی نشاندہی کرنا ہے تاکہ اساتذہ کو یہ سمجھنے میں مدد ملے کہ کس شعبے میں طالب علم کو مزید رہنمائی اور تائید کی ضرورت ہے۔ یہ امتحان درحقیقت تعلیمی خامیوں کی تشخیص اور ان کی اصلاح کے لیے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ امتحان اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام اور فرشتوں سے بھی لیا ہے۔

قرآنی آیت:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ[14]

اور اللہ نے آدم کو تمام نام سکھائے، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: 'مجھے ان کے نام بتاؤ') پر بحث کرتا ہے۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کے ایک امتحان کو بیان کرتی ہے جس میں فرشتے اور حضرت آدم علیہ السلام دونوں شامل تھے۔ اگرچہ نام سکھانے کے وقت دونوں موجود تھے، لیکن جانچ کے دوران صرف حضرت آدم علیہ السلام ہی صحیح جوابات دے پائے۔ فرشتے جواب دینے سے قاصر رہے کیونکہ ان کی فطرت میں ان چیزوں کی مکمل سمجھ نہیں تھی۔ اس امتحان کے ذریعے، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو عملی طور پر یہ باور کرایا کہ اس نئی مخلوق (انسان) کے لیے جو کام مقصود ہیں، وہ فرشتے انجام نہیں دے سکتے۔ یہ واقعہ حضرت آدم علیہ السلام کی منفرد سمجھ اور اس کردار کے لیے ان کی موزونیت کو اجاگر کرتا ہے جس کے لیے انہیں پیدا کیا گیا تھا۔[15]

دیگر نمایاں اقسام:

مداخلتی امتحان: یہ ان طلباء کے لیے ہوتا ہے جو کسی مضمون میں مطلوبہ معیار حاصل نہیں کر پاتے اور انہیں دوبارہ اپنی استعداد ثابت کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

قابلیت کا امتحان: اس کا مقصد کسی فرد کی کسی خاص پیشے یا میدان میں فطری صلاحیتوں اور رجحانات کو جانچنا ہے۔

داخلہ امتحان: کسی تعلیمی ادارے میں داخلے کے حصول کے لیے یہ امتحان لازم ہوتا ہے اور اس کے نتائج پر ہی داخلے کا

انحصار ہوتا ہے۔

بالآخر، ان تمام امتحانات کا محور طلباء کی کارکردگی کا گہرا جائزہ لینا اور انہیں تعلیمی مدارج میں عروج حاصل کرنے میں معاونت فراہم کرنا ہے۔ کیا آپ ان میں سے کسی امتحان کی تفصیلات مزید گہرائی میں جاننا چاہیں گے؟

امتحان کے بعد دنیوی انعام کا شرعی جائزہ ایک علمی نقطہ نظر:

امتحان کے بعد طلباء و شرکاء درس کو انعامات سے نوازنا ایک مستحسن اور شرعی طور پر جائز عمل ہے۔ یہ اقدام نہ صرف ان کی علمی پیاس اور جستجو کو تقویت دیتا ہے بلکہ انہیں مزید تحقیق و تفحص پر بھی آمادہ کرتا ہے۔ دین اسلام میں ایسے اقدامات کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ اس کی تائید و تشویق بھی موجود ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام اور امتحانات کے بعد انعامات:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کو بھی آزمائشوں سے گزارنے کے بعد گراں قدر انعامات سے سرفراز فرمایا۔ اس کی واضح مثال حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا واقعہ ہے، جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم کی تعمیل میں اپنے بیٹے کی قربانی کا قصد کیا اور اس عظیم امتحان میں کامیاب و کامران ٹھہرے۔ اس کامیابی کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ [16]

"

ترجمہ: "بیشک تو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ بے شک ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک واضح آزمائش تھی۔"

اس عظیم کامیابی کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ [17]

ترجمہ: "اور ہم نے ان کو اسحاق کی بشارت دی کہ نبی اور نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔"

یہ بشارت درحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صبر، استقامت اور کامل فرمانبرداری کا عظیم ثمر تھی۔[18]

صلح حدیبیہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عطا کردہ انعامات:

سنہ 6 ہجری میں صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت رضوان کی، تو انہوں نے ایمان، وفاداری اور استقامت کا ایک عظیم امتحان کامیابی سے عبور کیا۔ اس بیعت میں صحابہ کرام نے اس بات کا عہد کیا کہ وہ ہر میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل اور دفاعِ دین کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں گے۔ اس بے مثال استقامت اور اطاعت کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دو عظیم الشان انعامات سے نوازا۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر یوں ملتا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ

اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا[19]

ترجمہ: "تحقیق اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب تجھ سے اس درخت کے نیچے بیعت کرنے لگے۔ پھر جو ان کے دلوں میں تھا وہ اللہ نے جان لیا۔ پھر ان پر اطمینان اتارا اور ان کو ایک نزدیک فتح سے نوازا۔"

پہلا انعام:

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنی رضا و خوشنودی کی بشارت دی۔ ارشاد ربانی ہے" :لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ "بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہوگیا)۔ اس کے علاوہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے بارے میں "خیر اہل الارض "کے الفاظ سے تعبیر فرمایا۔ جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم حدیبیہ فرمایا:

أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ [20]

ترجمہ: "تم زمین والوں میں سے بہترین ہو، اور ہم چودہ سو تھے۔"

دوسرا انعام:

صحابہ کرام کو عطا کردہ دوسرا انعام دنیوی فتح کی صورت میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" :وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا "اور ان کو ایک نزدیک فتح سے نوازا۔ مفسرین اور محدثین کے نزدیک "فتحاً قریباً" سے مراد فتح خیبر ہے۔ ابن عائذ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ صلح حدیبیہ سے واپسی کے چند ہی روز بعد خیبر فتح ہوا اور مسلمانوں کو کثیر مال غنیمت حاصل ہوا۔ یہ فتح اس امتحان میں کامیابی کا ہی عظیم ثمرہ تھی۔[21]

خلاصہ:

یہ تمام واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ امتحان میں کامیابی کے بعد انعام سے نوازنا نہ صرف جائز ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس نظام جزا و سزا کا حصہ ہے جس کے تحت وہ اپنے نیک بندوں کو دین و دنیا میں کامیابیوں اور انعامات سے سرفراز فرماتا ہے۔ لہٰذا، آج کے دور میں طلباء کی حوصلہ افزائی کے لیے انہیں انعامات سے نوازنا ہر لحاظ سے ایک مستحسن اور ثواب کا کام ہے۔

امتحان کے بعد اخروی انعام کا شرعی جائزہ ایک علمی نقطہ نظر:

سورۃ الفتح کی آیتِ کریمہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد ہے:

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ[22]

تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔ مذکورہ آیت کریمہ میں دو اہم اخروی انعامات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

پہلا اخروی انعام:

پہلا اخروی انعام یہ ہے کہ تمام سابقہ و لاحقہ خطاؤں اور لغزشوں سے مغفرتِ کاملہ حاصل ہو۔ یہ نبوتِ عظمیٰ کے حامل، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پروردگارِ عالم کی بے پایاں رحمت اور بخشش کا ایک نمایاں مظہر ہے، جو ان کے رفیع الشان مرتبے اور بارگاہِ ایزدی میں ان کی قربت کی غمازی کرتا ہے۔ اکثر مفسرینِ کرام کی تفہیم کے مطابق، اس سے مراد امتِ محمدیہ کے

اگلے پچھلے گناہوں کی بخشش بھی ہے، جو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے میسر آتی ہے۔[23]

دوسرا اخروی انعام:

کبھی کبھار اللہ تعالی کا امتحان غربت کی صورت میں بھی آتا ہے کہ وہ اپنے بندے کا امتحان لے کر اس کے صبر کا پیمانہ معلوم کرے، اگر کوئی بندہ اس امتحان میں کامیاب ہو جائے اور صبر واستقامت کا دامن پکڑے تو آخرت میں اس کے لیے بہت بڑی درجے اور کامیابیاں ہو گی۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ[24]

ہم تمھارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ میں سے ایسے صابرین کو خوشخبری دیجئے۔

صبر کی اقسام اور فضیلت:

صبر ایک عظیم خوبی ہے جس کی علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے دو اہم اقسام بیان کی ہیں، جبکہ تیسری قسم کو بھی اس کے ساتھ شامل کیا جا سکتا ہے:

حرام افعال سے اجتناب: یہ صبر کی پہلی قسم ہے جس میں گناہوں اور اللہ کی نافرمانی کے کاموں سے بچنا شامل ہے، خاص طور پر جب طبیعت کا میلان ان کی طرف ہو۔ اس کے لیے نفسانی خواہشات پر قابو پانا ضروری ہے۔

اطاعتِ الٰہی پر قائم رہنا: یہ صبر کی دوسری اور پہلی سے ارفع واعلیٰ قسم ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کے احکامات اور امورِ خیر کی بجا آوری پر استقلال سے قائم رہنا شامل ہے۔

مصائب وآلام پر ثابت قدمی: صبر کی یہ تیسری قسم ہے جو فرضِ عین ہے، بالکل اسی طرح جیسے بخل سے بے نیازی فرض ہے۔ اس میں ہر گھبراہٹ، پریشانی اور کسی بھی مشکل موقع پر استقلال اور نیکی کی امید پر خوش رہنا شامل ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صبر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا اقرار کیا جائے اور مصائب کو اللہ کی طرف سے جان کر ان پر اجر وثواب کی امید رکھی جائے۔ جب یہ صابر لوگ اس امتحان میں کامیاب ہو جائے تو کامیابی کے بعد اللہ تعالی کی طرف سے بطور انعام بہت اجر ملے گا[25]۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے خود سورۃ الزمر میں ارشاد فرمایا ہے: "انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب"[26]

تیسرا اخروی انعام:

صبر کا ارفع ترین مقام یہ ہے کہ انسان اپنی مصیبت اور تکلیف کا اظہار کسی غیر کے سامنے نہ کرے بلکہ اسے صرف اللہ کے سپرد کر دے۔ ایسے صابرین کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغفرت کی بشارت دی ہے۔ یہ وہ استقامت ہے جو نہ صرف باطنی پختگی کی دلیل ہے بلکہ بارگاہِ الٰہی میں بندے کی مکمل سپردگی اور توکل کا آئینہ دار بھی ہے۔ جیسا کہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

عن ابن عباس رضي الله عنه قال ، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصيب بمصيبة بما له اوفي نفسه وكتمها ولم يشكها الي الناس كان حقا علي الله ان يغفرله[27]

امتحان اور معاشرتی ارتباط:

تعلیمی میدان میں امتحان کو فقراتِ فقری (ریڑھ کی ہڈی) کا درجہ حاصل ہے، کیونکہ یہی انسان کو کامیابی کی شاہراہ پر گامزن کرتا ہے۔ تاہم، امتحان کا تصور محض تعلیمی شعبے تک محدود نہیں بلکہ حیاتِ انسانی کا ہر شعبہ اور ہر لمحہ ایک امتحان سے عبارت ہے۔ امتحان کے بعد حاصل ہونے والی کامیابی و کامرانی کی مسرت اور قلبی انبساط ایک انتہائی قیمتی اور باعثِ اعزاز لمحہ ہوتا ہے۔ اس کی قدر و منزلت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے استفسار فرمایا: "حدثونی ما ہی؟ " مجھے بتاؤ کہ وہ کیا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حاضرینِ مجلس جنگلی درختوں کو تلاش کرنے اور ان کا شمار کرنے میں مصروف ہو گئے، یہ جاننے کے لیے کہ وہ کون سا درخت ہو سکتا ہے جس کے پتے سال بھر نہیں جھڑتے۔" فوقع الناس فی شجر البوادی "لوگ جنگلی درختوں میں غور و فکر کرنے لگے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" : ووقع فی نفسی إنہا النخلۃ، فاستحییت" میرے قلب میں یہ بات آئی کہ اس سے مراد کھجور کا درخت ہے، لیکن میں نے حیا محسوس کی۔ چونکہ مجلسِ رسول اور حلقہ درس میں کبار صحابہ کرام موجود تھے اور وہ اپنی کم عمری کی بنا پر شرم اور حیا کی وجہ سے جواب نہ دے سکے۔ پھر صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبارہ سوال کیا" : حدثنا یا رسول اللہ! ما ہی؟ "اے اللہ کے رسول! ہمیں بتائیے کہ وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ گویا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قیاس بالکل درست تھا لیکن انہوں نے شرم و حیا کے سبب اظہار نہیں فرمایا۔ یہ واقعہ اس بات کی تائید کرتا ہے کہ علم کی مجلس میں بھی انسان کو بعض اوقات اپنے علم کا اظہار کرنے میں حیا محسوس ہو سکتی ہے، خصوصاً جب مجلس میں اکابرین موجود ہوں۔[28]

کامیابیِ امتحان کی قدر و منزلت:

ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سابقہ قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کے بارے میں استفسار فرمایا تو ان کے ذہن میں بالکل وہی درخت تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں خود بیان فرمایا (یعنی کھجور کا درخت)۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعجب اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: "اگر تم اس مجلس میں جواب دے چکے ہوتے تو مجھے یہ سعادت اس سے کہیں زیادہ عزیز ہوتی کہ فلاں چیز یا ملک میری ملکیت میں آ جاتا۔ اگر تم جواب دے دیتے تو کتنا ہی اچھا ہوتا! اس واقعے سے یہ بات بخوبی عیاں ہوتی ہے کہ ہمارے معاشرے میں امتحان میں کامیابی محض ایک فرد کی ذاتی خوشی نہیں بلکہ ایک غیر معمولی عزت اور مرتبے والی مسرت کی حیثیت رکھتی ہے، جس کا اظہار حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کی جانب سے کیا گیا ہے۔ یہ نہ صرف علم کی قدر دانی بلکہ کامیابی کو ایک عظیم سعادت سمجھنے کی دلیل ہے[29]

خلاصۃ البحث:

یہ آرٹیکل امتحان کے جامع تصور اور اس کی انسانی زندگی میں ازل سے ابد تک کی اہمیت کا بھرپور احاطہ کرتا ہے۔ یہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ امتحان محض تعلیمی میدان تک محدود نہیں، بلکہ یہ انسانی وجود کے ہر لمحے اور ہر شعبے پر محیط ہے۔ امتحان کا بنیادی مقصد افراد اور طلباء کی فہم و فراست، صلاحیتوں اور اخلاقی پختگی کو جانچنا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں "امتحان" کا مفہوم کسی شے کی خالصیت کو پرکھنا ہے، خواہ وہ دلوں کی تقویٰ ہو یا ایمان کی صداقت۔ یہ آرٹیکل امتحانات کی ضرورت اور اس

کے گوناگوں مقاصد کو واضح کرتا ہے، جن میں طلباء کی علمی پیشرفت کا جائزہ، ملازمتوں کے لیے انتخاب، اور تدریسی استعداد کی پیمائش شامل ہیں۔

امتحانات کی مختلف اقسام، جیسے زبانی، تحریری، عملی، اور تشخیصی امتحانات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے سوالات کرنے اور ان کی نماز کا عملی جائزہ لینے کے واقعات کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔ فرشتوں اور حضرت آدم علیہ السلام کے مابین ہونے والا امتحان تشخیصی جائزے کی قرآنی مثال کے طور پر پیش کیا گیا، جو انسان کی منفرد علمی استعداد کو ثابت کرتا ہے۔

آرٹیکل اس بات پر زور دیتا ہے کہ امتحان میں کامیابی کے بعد انعامات سے نوازنا ایک مستحسن اور شرعی طور پر جائز عمل ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام، خصوصاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش میں کامیابی اور اس کے بعد ملنے والی بشارتیں، اور صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام کو حاصل ہونے والی رضائے الٰہی اور فتح خیبر کے انعامات، اس شرعی اصول کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ دنیوی و اخروی انعامات، صبر، استقامت اور فرمانبرداری کا ثمر ہوتے ہیں۔

بالآخر، یہ آرٹیکل اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ امتحان انسانی زندگی کا ایک لازمی اور مسلسل حصہ ہے۔ اس میں کامیابی نہ صرف انفرادی عزت و مرتبے کا باعث بنتی ہے بلکہ معاشرتی سطح پر بھی قدر و منزلت حاصل کرتی ہے، جیساکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اظہارِ مسرت سے عیاں ہوتا ہے۔ امتحانات طلباء کی حوصلہ افزائی، ان کی صلاحیتوں کو نکھارنے اور انہیں دین و دنیا دونوں میں کامیابی سے ہمکنار کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہیں، اور اس طرح کا نظام جزا و سزا اللہ تعالیٰ کے عدل و حکمت کا مظہر ہے جس سے نیک بندوں کو ہمیشہ سرفراز کیا جاتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 *Assessment of children with intellectual disability. B Ed. Unit:4 Written by Dr. Hira Noor. AIOU Islamabad. P:84*

2 ڈاکٹر شیخ معزالدین، علم التعلیم، انٹرمیڈیٹ۔ یونٹ: 18۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔ س اشاعت 2003. ص، 553

3 سورۃ الحجرات۔ آیت 3

4 امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر قرطبیؒ، الجامع الاحکام القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ج: 8، ص: 699

5 سورۃ الممتحنہ۔ آیت 10

6 الجامع الاحکام القرآن، ج: 9، ص: 374

7 تنویر الزمان، نظم و نسق اور انصرام مدرسہ۔ یونٹ: 5، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔ ص: 184

8 نظم ونسق اور انصرام مدرسہ، ص:185

9 Dr Naveed Sultan, Education Assessment and Evaluation. Unit No: 3.. AIOU Islamabad. P: 44

10 Dr Muhammad Rashid, Evaluation of Adult Education. Unit No:7.. AIOU Islamabad. P: 181

11 محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح البخاری، کتاب العلم۔ للامام محمد بن اسماعیل البخاری۔ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، ج:1، ص:72

12 Evaluation of Adult Education. Unit No:7.. AIOU Islamabad. P: 162

13 الجامع الصحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب رد فقال علیک السلام۔ ج:2، ص:451

14 سورۃ البقرہ۔ آیت:31

15 مفتی محمد تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، مکتبہ معارف القرآن کراچی۔ سن اشاعت:2011، ج:1، ص:55

16 سورہ الصافات، آیت:105,106

17 سورہ الصافات، آیت:112

18 الجامع الاحکام القرآن معروف بہ تفسیر قرطبی، ج:8، ص:117

19 سورہ الفتح، آیت:18

20 صحیح البخاری، ج:2، ص:74

21 قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری اردو۔ دار الاشاعت اردو بازار کراچی ا۔ سن اشاعت 1999، ج:10، ص:362

22 سورہ الفتح، آیت:2

23 حافظ ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر القرشی الدمشقی، تفسیر ابن کثیر۔ دار الکتب العربی۔ بیروت لبنان، ج:5، ص:548

24 سورہ البقرہ، آیت:155

25 افظ عماد الدین ابو الفداء ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ح۔ اسلامی کتب خانہ لاہور، ج:1، ص:268

26 سورۃ الزمر۔ آیت:10

27 حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد ایوب اللخمی الطبرانی، المعجم الاوسط للطبرانی۔ پروگریسو بکس۔ اردو بازار لاہور، ج:1، ص:429

28 علامہ بدر الدین ابی محمد بن محمود بن احمد العینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان، ج:2، ص:20

29 ایضا